السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

صاحب تقویۃ الایمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہا ہے حالانکہ تمام انبیاء آپ کی تابعداری کرنے اور امتی ہونے کی خواہش کرتے رہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو صحابہ یا امت کا بھائی کہا ہے تو'' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم بھی ان کو اپنا بھائی کہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اعتراض معترض برفائدہ تقویۃ الایمان کہ زیر حدیث ((اعبدوا ربکم واکرموا اخاکہ)) مذکور است، نیز مشعر بر جہالت وعدم عبور او بر قرآن مجید وحدیث است مدفوع بدو وجہ است۔

معترض کا یہ اعتراض بھی صاحب تقویۃ الایمان کے فائدہ پر جوانہوں نے حدیث اعبدواء ربکم واکرموا اخاکم'' کے تحت لکھا ہے سراسر جہالت اور قرآن وحدیث شریف پر عدم عبور کی بنا پر ہے اور یہ اعتراض دو طرح پر مردود'' ہے۔''

وجہ اول این کہ مسلمان باہم چہ اعلیٰ وچہ ادنیٰ باصل واحد کہ ایمان واسلام است منتسب می شوند، یعنی ایمان واسلام بمنزلہ اب است، وہمہ مسلمانان برادران دینی ہستند، وانتساب دینی واسلامی اشرف وافضل است از انتساب نسبتی، چنانکہ کفار با خودہا بمشارکت۔

کفر یہ اخوان اندر، خدائے تعالیٰ در قرآن مجید می فرمایا (انما المؤمنون اخوة) جز این نیست کہ مومنان برادرانند مریک دگر را در دین چہ ہمہ منت، ندباصل واحد کہ ایمان است (انما المؤمنون اخوة) من حیث انہم منتسبون الی اصل واحد وہو الایمان الموجب للحیوة الابدیۃ کذافی التفسیر البیضاوی المسئلۃ الاولی قولہ تعالیٰ (انما المؤمنون اخوة) قال بعض اہل اللغۃ الاخوة جمع الاخ من النسب والاخون جمع الاخ عن الصداقۃ فاللہ تعال قال (انما المؤمنون اخوة) تاکید الامر واشارة الی ان ما بینہم ما بین الاخوة من النسب والاسلام کالاب قال قائلہم ؎

آبی الاسلام لااب لی سواہ

اذا فتخروا بقیس او تمیم

انتہی مافی التفسیر الکبیر وغیرہ من التفاسیر، نعم ماقیل ؎

ہزار خویش کہ بیگانہ زخدا باشد

فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

وپر ظاہر است کہ صیغہ مومنون ومسلمون از جملہ الفاظ عام است العام ہو اللفظ المستغرق بجمیع ما یصلح لہ بحسب وضع واحد کذا فی کتب اصول الفقہ پس آیت کریمہ (انما المؤمنون اخوة) من حیث لا یمان مستوعب وشامل گردید رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وہم امت مومنہ راد۔۔۔ است عند العلاء الفحول من اہل الاصول کا اخلاء المعنی من اللفظ العام الموضوع غیر معقول کما لا یخفی علی الماہر بالاصول۔

وجہ اول یہ ہے کہ مسلمان آپس میں خواہ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ ایک اصل ایمان کی طرف منسوب ہونے کی بنا پر بھائی بھائی ہیں یعنی ایمان اور اسلام بمنزلہ باپ کے ہے، اور تمام مسلمان دینی بھائی ہیں اور دینی اور اسلامی نسبت سب'' سے اشرف واعلیٰ ہے اور کافر بھی اپنی ملت کفریہ کی وجہ سے آپس میں بھائی ہیں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں کہ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ آج (بھائی) کی جمع دو طرح سے آتی ہے ایک اخوة اور دوسری اخوان'' اہل لعنت کہتے ہیں کہ اخوة حقیقی بھائیوں کی جمع کے لیے آتا ہے اور اخوان دوستی کی وجہ سے بھائی کی جمع پر بولا جاتا ہے اور یہاں جمع اخوة ہے یعنی مسلمان سب آپس میں حقیقی بھائی ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ''لفظ مومنوں اور مسلمون عام ہیں جس سے مسلمانوں اور مومنوں کا کوئی فرد بھی باہر نہں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے خارج کرنا تخصیص بلا مخصص ہے۔

اگر معترض درین جا قیاس راد خل وہد گوید، کہ من کثیف البال وسی الحال کجا وآنحضرت ذات شریف جامع فیض وکمال کجا ازیں جہت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عموم نص (انما المؤمنون اخوة) واز خطاب فاخوانکم فی الدین وغیرہ خارج است پس درین صورت اطلاق اخوة وبرادر کلان بر آنحضرت جائز در دانہ بود، پس در صورت عدم جواز اطلاق اخوة بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سراسر گناہ وبے ادبی است، گویم کہ نص عام را بقیاس خاص کردن کار ابلیس است کہ نص را بقیاس خاص نمودہ خود را از ان خارج کردہ وازین رو ملعون شد چنانکہ از تفسیر کبیر وغیرہ ہویدا می گرد ((والرابع انہ تعالیٰ امر الملئکہ بالسجود لادم حیث قال واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا الا ابلیس ثم ان ابلیس لم یدفع ہذا النص بالکلیۃ بل خصص نفسہ عن زلک العموم بقیاس ہو قولہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین ثم اجمع العقلاء علی انہ جعل القیاس مقدما علی النص وصار بذلک السبب ملعونا وہذا یدل علی ان تخصیص النص بالقیاس تقدیللقیاس علی النص وانہ غیر جائزا نتہی مافی التفسیر الکبیر فی سورة النساء اَطِیعوا اللہَ وَاَطِیعوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہم بد حال لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ لہٰذا آپ کو عموم نص انما المؤمنون اخوۃ سے خارج سمجھا جائے گا اور اس طرح آپ کو ''بڑا بھائی کہنا جائز نہ ہوگا اور اس صورت ل'' آپ پر بھائی کا اطلاکرنا سراسر بے ادبی اور گناہ ہوگا تو میں اس کے جواب میں تفسیر کبیر کا اقتباس پش کرتا ہوں کہ لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ بجالانے کا حکم دیا تو شیطان نے اس نص کو بالکلیہ رد نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو اس آیت کے عموم نص سے قیاس کی بنا پر خاص کر لیا اور کہا خلقتنی من نار و خلقتہ من طین اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شیطان نے قیاس کو نص پر مقدم کیا اور اس سبب سے ملعون ہوگیا اور یہ ''عبارت دلالت کرتی ہے کہ قیاس کی بنا پر نص کی تخصیص کرنا حقیقت میں قیاس کو نص پر مقدم کرنا ہے اور یہ جائز نہیں ہے اب اس ایت کے عموم کو قیاس کی بنا پر خاص کرنے والے اپنے متعلق سچیں کہ وہ کون ہیں۔

وازین جا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راگفتہ، کہ من برادر شما ام، و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخن ابوبکر رضی اللہ عنہ را تقریر نمودہ وانکار نہ فرمودہ و آغاز قصہ این است کہ جناب آن سرور خیر البشر پیغام درخواست نکاح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بسوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ فرستاد پس ابوبکر صدیق درجوابش گفت کہ من برادر توام و اخوۃ مانع نکاح است، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمود اوراکہ تو برادر دینی و اسلامی بحکم کتاب اللہ ہستی واویعنی عائشہ بر من حلال است و نکاح من از و جائز است خوۃ اسلامی مانع نکاح نیست، بلکہ اخوۃ نسبتی و رضاعی مانع می شود و آن مفقود است چنانکہ در صحیح موجود واست ((عن عروۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشہ الی ابی بکر فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وھی لی حلال کذا فی صحیح البخاری فی باب تزویج الصغار من الکبار من الجزء الحادی والعشرین قولہ فقال لہ ابوبکر انما انا اخوک فقال صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وھی لی حلال نکاحہا لان الاخوۃ المعانۃ من ذلک اخوۃ النسب والرضاع لا اخوۃ الدین کذا فی القسطلانی و فتح الباری و خبر عروہ بصورت ارسال است و بمعنی مرفوع است چنانکہ از فتح الباری مستفاد می شود کما لا یخفی علی الماہر بالحدیث۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پوچھا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اخوت اسلامی کی بنا پر عرض کیا یا حضرت میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ'' ''نے فرمایا ہاں واقعی تو میرا اسلامی بھائی ہے لیکن اس سے ہرمت نکاح ثابت نہیں ہوتی نکاح کی حرمت نسب یا رضاع سے ثابت ہوتی ہے۔

وآیت کریمہ سورۃ براۃ

فَاِنۡ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخۡوَانُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ

ترجمہ! پس اگر باز گروند از کفر و بپائے دارند نماز را دیہند زکوٰۃ را پس ایشان برادران شما اند در دین اسلام ایشان راست آنچہ شمارا بود و بر ایشان است آنچہ بر شما باشد، نیز موید ومد است مرآیت اولیٰ راز یرا کہ خطاب یہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر مقتضی است داعی و ہادی الی الاسلام و امل و اعلم واتقی واکرام اند، پس منکر از ین خطاب بلا ریب جاہل و گمراہ است چنانکہ بر ماہر ان نصوص مخفی نخواہد بود بنا بران در تفسیر کبیر در سوہ اعراف گفتہ کہ ((لا یجوز تخصیص النص بالقیاس انتہی مافیہ مختصراً

''اور قرآن مجید میں ہے کہ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اب اس آیت اور اوپر کی حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہونا ثابت ہوا اخوانکم میں ضمیر کم کے اولین مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے کیونکہ وحی اصصاۃ آپ ہی کی طرف آتی تھی اردوسرے مسلمان بعد میں مخاطب تصور ہوں گے۔ قرآن مجید کی دونوں آیات اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارا بھائی ''بنا رہی ہیں اور چونکہ آپ کا ایمان ساری دنیا والوں کے ایمان سے بھی ہزارہا بلکہ کروڑگنا زیادہ ہے۔ لہٰذا آپ بڑے بھائی ہوں گے اور باقی تمام امت چھوٹ بھائی۔

پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بدلیل ہر دو آیت کریمہ مذکورہ از راہ اخوۃ اسلامی برادر کلان و بزرگ ترشدند وہمہ امت مسلمہ برادر خورد و کمتر گردیدند من حیث الایمان، چہ ایمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم الوف آلاف از ایمان تمام امت مومنہ ازید وافضل است کما تقرر فی مقرہ ((عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون وددت انا قد راینا اخواننا قالوا اولسنا اخوانک یا رسول اللہ قال انتم اصحابی واخواننا الدین لم یا تو بعد الی اخر ما رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ فی الفصل الثالث من کتاب الطہارۃ۔ قال العلامۃ الطیبی فی شرح ہذا الحدیث لیس نفیا لاخرتہم لکن ذکرہ مزیۃ لہم بالصحبۃ علی الاخوۃ فہم اخوتہ وصحابتہ واللاحقون اخوۃ ''کما قال اللہ تعالیٰ (انما المومنون اخوۃ) انتہی کلام الطیبی فی شرح المشکوٰۃ

ترجمہ حدیچ، دوست میدارم و آرزو می برم کہ کاش من وکسانے کہ با من اند می دیدیم برادران خود یعنے آنہا کہ بعد از ین بآیندء گفتند صحابہ کہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند، آیا برادر می خوانی آنہا را و ما نیستم برادران تو فرمود شما اصحاب ہستید، برادران ما آنہا اند کہ بعد از ین بیایند و ایشان ہنوز باقلیم وجود قدم نہ نہادہ اند انتہے ما فی ترجمہ الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی وجذب القلوب لہ۔

وشیخ جلال الدین در جمع الجوامع چند حدیث بدین مضمون آوردہ است وازین جہت شیخ محی الدین ابن العربی و رباب پنجم فتوحات مکمی نوشتہ فضلت الصحابۃ فانہم حصلوا الذات وحصنا نحن الاسم ولما راعیتا الاسم مراعاتہم الذات ضوعن لنا الاجر وایضا للحسرۃ التی لم تکن لہم فکان لنا تضعیف علی تضعیف فنحن الاخوان وہم الاصحاب انتہی کلامہ۔

اس کے بعد اس حدیث پر بھی غور فرمائیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لائے، مردگان کے لیے دعا فرمائی اور کہا کاش! ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے'' ''بھائی نہیں آپ نے فرمایا: تم میرے صحابی میرے بھںای وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے بعد میں آئیں گے۔

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے بھائی ہونے کی نفی نہیں فرمائی بلکہ ان کی ایک اور فضیلت بیان کردی جو بھائی ہونے کے علاوہ ان کو نصیب تھی، شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نصب ہوئی اور ہمیں ان کا اسم گرامی ملا ہم نے جب اس اسم کی رعایت ذات کی طرح کی اور پھر ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی حسرت بھی رہی تو ''ہمارا اجر بہت بڑہا دیا گیا ہم کو بھائی کا درجہ نصیب ہوا اور ان کو صحابی کا۔

پس قول صاحب تقویۃ الایمان مطابق قرآن مجید وقول وتقریر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وقول ابوبکر صدیق واقوال دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بپایہ صدق متلقی بالقبول گردید و مجال معترض نادان تنگ شد توبہ درکار واگر اعتقاد بر عنوان قرآن و فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدار دبلا ریب خاطی وگنہگار شرمسار روزگار باشد و اعتقاد بر آیت (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ) کہ مژدہ کامرانی دو جہانے می بخشد باید داشت داز دائرہ شریعت یا بجہالت بیروں نباید گذاشت و علم منشور لا معنی النور (جاء الحق وزہق الباطل) بر صداقت صاحب تقویۃ الایمان وحماقت معترض متعصب ونادان برافراشت وحق حقیق بجانب صاحب رسالہ باید پنداشت، چہا افسوس برافسوس کہ حسن وعقل سلیم معترضین از خور و تامل نصوص مبدل گردیدہ کہ اعتراض بے ہودہ از نافہمی حق بر صاحب رسالہ ناحق می کنند وعارف رومی رحمہ اللہ در شان ہمچو کسان نافہمان در مثنوی می فرمائد

از شراب قہر چوں مستی دہی

نیست ہارا صورت ہستی وہی

چست مستی بند چشم ازدید خشم

تا نماید سنگ گوہر پشم یشم

چست مستی حسہا مبدل شدن

چوب اگر اندر نظر صندل شدن

وجہ دوم، درانچہ صاحب تقویۃالایمان گفتہ کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیئے نہ خدا کی سی الی آخرہ، پس آنبنا بر رداعتقاد فاسد مسلمانان جہلا د بعضے صوفیان سفہاء کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم را از حد لوازم بشریت واز مرتبہ نبوت ومنصب رسالت برمدارج الوہیت وصفات رب العزت رسانید امور مستحیلہ کہ مختص بذات وصفات وافعال اد ذوالجلال لایزال است بر سول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نسبت می کنند، دبدان اعتقاد در کفر وشرک می افتند نوشتہ ومطابق کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی نگاشتہ ونقاب غفلت دخذلان از روئے جہلا برداشتہ و تفصیل اجمال این برین منوال است، کہ بعضے صوفی جاہل کہ خود راپشوائے دین واسلام می شمارند ااعتقاد می کنند یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را اللہ مجسم میدانند و می گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اسم اللہ اند وغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظاہر اسماء دیگر، چون رحمن ورحیم، قاہر ومضل ومظہر بدان معنی گویند کہ اسم اللہ متعین شد محمد نام شد، واگر محمد مطلق شود اللہ گردود نعوذ باللہ منہا، ہنود مہادیو درام را اوتار می گویند، ایشان محمد صلی اللہ علیہ وسلم را گفتند شاید کہ بتے ہم بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسازند دبہ برتش پر دارزند، تمام شد کلام مولوی ظہور الحق صاحب عظیم آبادی رحمہ اللہ در تنویر الطالبین کہ در رد صوفیان جاہلین نوشتہ واین صریح کفر است بلاریب وحذوالنعل بالنعل قول یک فرقہ نصاری یعقوبیہ است چنانکہ او حق سبحانہ ورقرآن مجید می فرماید۔

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ وَ قَالَ الۡمَسِیۡحُ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ الایۃ (ہذا ہو قول الیعقوبیۃ لانہم یقولون ان مریم ولدت الہا ولعل معنی ہذا المذہب انہم یقولون اللہ تعالیٰ حل فی ذات عیسیٰ واتحد بذات عیسی ثم حکی تعالیٰ عن المسیح انہ قال وہذا تنبیہ علی ماہو الحجۃ القاطعۃ علی فساد قول النصاری وذلک لانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یفرق بین نفسہ وبین غیرہ فی ان دلائل العدوث ظاہرۃ علیہ انتہی ما فی التفسیر الکبیر من سورۃ المائدۃ وقال فی المدارک ان بعض النصاری کانوا یقولون کان المسیح بعینہ ہو اللہ لان اللہ ربنا یتجلی فی بعض الازمان فی شخص فتجلی فی ذلک الوقت فی شخص عیسیٰ ولہذا کان یظہر من شخص عیسیٰ افعال لایقدر علیہا الا اللہ انتہی ما فی المدارک مختصراً۔

’’توان تصریحات کی روشنی میں صحاب تقویۃالایمان کی عبارت بالکل صحیح ہے اور معترض متعصب اور نادان ہے۔‘‘

دوسری وجہ یہ ہے کہ صاحب تقویۃالایمان نے جو یہ لکھا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی تعظیم انسانوں کی سی چاہیے نہ خدا کی سی۔۔۔ الخ تو یہ جاہل مسلمانوں اور بعض بے وقوف صوفیوں کے قول کی تردید کے لیے لکھا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازم بشریت سے نکال کر بجائے منصب رسالت و نبوت کے مرتبہ الوہیت پر پہنچا دیتے ہیں اور نا ممکن افعال جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے خاص ہیں ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس طرح کفر وشرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں، چنانچہ وہ لوگ تو یہاں تک پہنچ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم خدا ماننے لگے اور کہہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو اسم اللہ سے پیدا ہوئے اور دوسری تمام مخلوقات دوسرے اسماء سے اور اس میں اتنا غلو کیا کہ کہنے لگے کہ جب اللہ کا اسم متعین ہوا تو اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا اور اگر محمد مطلق ہو جائے تو اللہ بن جائے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات، ہندو مہادیو اور رام چندر کو خدا کا اوتار کہتے ہیں یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں ان کی یہ بات عیسائیوں کے فرقہ یعقوبیہ کی طرح ہے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہا ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام میں خدا نے حلول کیا تھا یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے افعال صادر ہوتے تھے جو خدا کے ساتھ مختص ہیں۔‘‘

وشاہ عبدالقادر صاحب مرحوم برادر خرد شاہ عبدالعزیز قدس سرہما تحت آیت سورہ انعام قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَ لَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ وَ لَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ اِنِّیۡ مَلَکٌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوۡنَ مطابق قول صاحب تقویۃالایمان در موضح القرآن می نویسند یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان س یحال باتیں طلب کرے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔ انتہی کلامہ

وصاحب تفسیر کبیر در رد عقیدہ شرکیہ ہمچو تقریر صاحب تقویۃالایمان زیر ہمین آیت مذکورہ می نویسد الایۃ مسائل اکل مسئلہ الاولی اعلم ان ہذا من بقیۃ الکلام علی قولہ (لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ فقال اللہ تعالیٰ قل لہؤلاء الاقوام انما بعثت بشا ومنذرا اولیس لی ان احکم علی اللہ تعالیٰ) وامرہ اللہ تعالیٰ ان ینفے عن نفسہ امورا ثلاثۃ اولہا قولہ (لا اقول لکم عندی خزائن اللہ فاعلم ان القوم کانوا یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فاطلب من اللہ حتی یوسع علینا منافع الدنیا وخیراتہا ویفتح علینا ابواب سعاداتہا فقال تعالیٰ (قل لہم انی لا اقول لکم عندی خزائن اللہ) فہو تعالیٰ یؤتی الملک من یشاء ویعز من یشاء ویذل من یشاء بیدہ الخیر لا بیدی وثانیہا قولہ (ولا اعلم الغیب) ومعناہ ان القوم کانوا یقولون لہ ان کنت رسولا من عند اللہ فلا بد ان تخبرنا عما یقع فی المستقبد من المصالح والمضار حتی نستعد لتحصیل تلک المالح ولدفع تلک المضار فقال تعالیٰ (قل انی لا اعلم الغیب) فکیف تطلبون منی ہذہ المطالب والحصر انہم کانوا فی المقام الاول یطلبون منہ الاموال الکثیرۃ والخیرات الاستعتمم فی المقام الثانی کانوا یطلبون منہ الاخبار عن الغیب لیتوسلوا بمعرفۃ تلک الغیوب الی الفوز بالمنافع والاجتناب عن المضار والمفاسد وثالثہا قولہ ولا لکم انی ملک) ومعناہ ان القوم کانوا یقولون ما لہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ویتزوج ویخالط الناس فقال تعالیٰ (قل لہم انی لست من المفسد‘‘

واعلم ان الناس اختلفوا فی انہ من الفائدۃ فی ذکر نفی ہذہ الاحوال الثلاثۃ فالقولا الاول ان المواد منہ ان یظہر الرسول من نفسہ التواضع للہ والخضوع لہ والاعتراف بعبودیت حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاریٰ فی المسیح علیہ السلام والقول الثانی ان القوم کانوا یفترحون منہ اظہار المعجزات القاہرۃ القویۃ لقولہم (وقالو لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً الی اٰکرا الایۃ) فقال تعالیٰ فی اٰخرا لایۃ (قل سبحان ربی ہل کنت الا بشر رسولاً) یعنی لا ادعی الا الرسالۃ والنبوۃ واما ہذہ الامور التی طلبتموہا فلا یمکن تحصلہا الا بقدرۃ اللہ تعالیٰ فکان المقصود من ہذا الکلام اظہار العجز والضعف وانہ لا یستقل بتحصیل ہذہ المعجزات التی طلبوہا منہ والقول الثالث ان المراد من قولہ (لا اقول لکم عندی خزائن اللہ) معناہ انی ادعی کونی موصوفا بالقدرۃ الائقۃ باللہ تعالیٰ فوقولہ (ولا اعلم الغیب) ای ولا ادعی کونی موصوفا بعلم اللہ تعالیٰ وبجموع ہذین الکلامین حصل انہ لا یدعی الالہیۃ ثم قال (ولا اقول لکم انی ملک) وذلک لانہ لیس بعد الالہیۃ درجۃ الاعلیٰ حالا من الملئکۃ فصار حاصل الکلام کانہ یقول لا ادعی الالہیۃ ولا ادعی الملکیۃ ولکنی ادعی الرسالۃ وہذا منصب لا تمنع حصولہ للبشر فکیف اطبقتم علی استنکار قولی ودفع دعوائی انتہی ما فی التفسیر الکبیر للامام الرازی پس دندنہ صاحب تقویۃالایمان در رد بدعقید گان انبیاء ہم چو دندنہ صاحب تفسیر کبیر در ابطال عقیدہ مردمان اشقیاء کما لا یخفی علی الاذکیاء

شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی نے موضح القرآن میں آیت قُلۡ لَّاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَ لَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ وَ لَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ اِنِّیۡ مَلَکٌ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلۡ ہَلۡ یَسۡتَوِی الۡاَعۡمٰی وَ الۡبَصِیۡرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَکَّرُوۡنَ کے تحت لکھا ہے کہ پیغمبر ’’آدمی کے سوا اور کچھ نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کہ سے ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔‘‘

تفسیر کبیر میں امام رازی نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے آپ ان سے کہہ دین کہ میرا کام تو صرف انذار اور بشر ہے میں اللہ تعالیٰ سے زبردستی کوئی چیز نہیں منوا سکتا اور آپ نے تین چیزوں کی نفی فرمائی، میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں، میں غیب نہیں جانتا اور میں فرشتہ نہیں ہوں اس لیے کہ وہ کہتے تھے اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہمیں دولت مند بنا دیجئے اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ہمیں غیبی خبریں ہی بتا دیجئے تاکہ ہم چیزوں کے نرخ معلوم کر کے نفع حاصل کر سکیں اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو کم از کم خود ہی ہماری سطح سے بلند ہو کر دکھائیے کھانے پینے کی محتاجی جیسے ہم کو ہے تم کو نہیں ہونی چاہئے تو ان کا ایک ہی جواب دیا گیا کہ میں تو صرف ایک انسان ہوں اور خدا کا رسول ہوں۔''

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ در تفسیر سورہ جن می نویسند، باید دانست کہ ذکر و عبادت مستلزم طلب حضور آن چیز است کہ او را ندکور می کنند و معبود می سازند، پس ذگر و عبادت غیر در مقامے کہ خصوصیت بحضرت حق تعالیٰ داشتہ باشد از ان قبیل است کہ مکانے را برائے نزدل وقدم بادشاہ ہے مہیا سازند و ہمراہ او کسے را از رعایائے اور نیز دعوت کنند کہ کما بے ادبی است (وانہ لما قام عبداللہ) وآنکہ ہر گاہ برمے خیز د بندہ خدا از ان جہت کہ بندہ است، اور اخواندن خاوند خود ضرور است تا عرض مطلب خود نماید دلہذا برائے این بی می خیز د کہ ید عوہ یعنے بخواند خدا را دبہ سبب ذکر و خواندن او حضرت حق بر قلب اور تجلی فرماید و بہترین مکانات بدنش کہ دل است محل نزدل نور الٰہی گردو راد تعالیٰ دران محل مہمان شود (کادوایکونون علیہ لبدا) یعنے قریب است کہ آدمیان و جنیان بر آن بندہ ہجوم آوردہ مانند نمد تو بر توشند یکے ازان بندہ طلب فرزند می کند دیگرے طلب روزی و دیگرسے طلب خدمات دنیا و دیگرے کشف کوفی و علی ہذا القیاس بسبب این ہجوم آوردن ہمہ اوقات اورا منغص و مشوش می کنند دہم خود در ورطۂ شرک و کفر گرفتار می شوند و می فہمند کہ چون نور الٰہی بخانہ دردنے این بندہ بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک کارخانہ خدائے شد و ادرا و جاہتے وقدر نزد حق تعالیٰ پیدا شد کہ ہر چہ این بگوید حق تعالیٰ بعمل آرد چنانچہ در دنیا مہمان را خاطر داری میزبان بہ ہمیں مرتبہ می باشد و لہذا اہل دنیا متجس مے باشند کو کہ بادشاہ امیر و حاکم و فوجدار در خانہ ہر کہ مے آیند از وے حل مشکلات و حاجت روائی مے جویند، دبہ ہمین خیال فاسد کہ در حق بندگان خدا بخدا بم میرسانند در ورطہ پیر پرستی د گور پرستی می افتند و درین حادثہ جنیان د آدمیان ہر دو شریک اند، و ترا منصب رسالت ثقلین اگر درین امر در حق خود خوف کنی با این ہر دو فرقہ واشگاف (قل انما ادعوا ربی) یعنی بگو سوائے این نیست کہ من می خواتم پر درگار خود را نا ظلمت کدہ دل مرا نیور تجلی خود مشرف سازد و (ولا اشرک بہ احد) یعنے و ہرگز شریک نہ می کنم با او ہیچ کس را دچوں من با او ہیچ کس را شریک نہ می کردم، وبخواندن پروردگار خود مشغول شدم پس از دیگران کے روا خواہم داشت کہ مرا بخوانند یا مرا باد شریک مقرر کنند و اگر این ہر دو فرقہ از تو، توقعے نفعے یا ضررے داشتہ ترا بخوانند و شریک مقرر کنند پس صاف (قل انی لا املک لکم ضرا و لا رشداً) یعنے بگو تحقیق من ہرگز مالک نیتم برائے شما ضررے دنہ تدبیر مطلب رس را چنانچہ پش از من وکلاء و سفرائے جنیان وارد داح ضالہ بنی آدم اہل دنیا را بطمع منفعتہا وخوف مضر تہا می فریقتند، دخود را نزد آنہا مالک نفع و ضرر نمود می کردند کہ حالا این دفتر را گاو خورد کردم و اگر حادثہ و مصیبتے بتو پناہ آرند دبخواہند از غضب خدا در دامن تو پناہ گیرند پوست کندہ (قل انی لن یجیرنی من اللہ احد) یعنے بگو بتحقیق من خود درین حالت ام کہ ہرگز پناہ نمی تواند داد مرا از غضب خدا ہیچ کس (ولن اجد من دونہ ملتحدا) یعنے و ہرگز نہ خواہم یافت در وجدان خود در ہیچ وقت سوائے خدا ہیچ جائے رجوع و میلان تا بسوئے آن رجوع والتجا کنم تمام شد کلام مولانا شاہ عبدالعزیز در تفسیر عزیزی۔

دیکھئے صاحب تفسیر کی تقریر بھی تو صاحب تقویۃ الایمان ہی کی طرح ہے اور شاہ عبدالعزیز سورہ جن کی تفسیر میں لکھتے ہیں جاننا چاہے یکہ ذکر و عبادت کی مثال ایسی ہے کہ جیسے اپنے معبود و مذکور کو کسی مقام پر بلایا جائے تو جیسے'' بادشاہ کو کسی جگہ اجلاس کرنے کی دعوت دی جائے اور اس کے ساتھ ہی کسی اور کو بھی دعوت دے دی جائے تو یہ بادشاہ کی انتہائی توہین ہے ایسا ہی اگر خدا تعالیٰ کو پکاریں اور اس کے ساتھ کسی اور کو بھی پکاریں تو اس سے کدا تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے وانہ لما قام عبداللہ'' یعنی جب بندہ خدا تعالیٰ کو پکارنے اور اس کی عبادت کرنے لگا، تو جنوں اور انسانوں نے سمجھ لیا کہ اب یہ مقبول الدعوات ہو گیا حق تعالیٰ نے اس پر تجلی فرمائی ہے تو اس پر تہ بر تہ گرنے لگے کوئی اس سے فرزند کا مطلب گا دعا کو رزق کی فرخی کا فراخی کا کوئی صحت اور خوش حالی کا اور اس کے اوقات کو پریشان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ان سے کہہ دیں کہ میں نے تو اپنے رب کو پکارتا ہوں کہ وہ میرے ظلمت کدہ دل کو پریشانی اوقات کی ظلمت سے منور کر دیے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جب میں خود اس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے لیے تیار نہیں تو میں کب گوارا کر سکتا ہوں کہ کوئی مجھ ہی کو خدا کا شریک بنانے لگے اور اگر ان دونوں کو آپ سے نفع و نقصان کی امیدیں ہوں تو صاف کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے نفع و نقصان کا مالک بھی نہیں ہوں اور اگر خدا کی نافرمانی اور بے ادبی اور گستاخی کر کے آپ کے دامن میں پناہ لینا چاہیں تو آپ کہہ دیں کہ خود میرے لیے بھی خدا کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔''

قولہ (انی لا املک لکم ضر و لا رشد) ومعنی الکلام ان النافع والضار والمرشد والمغوی ہو اللہ وان احدا من الخلق لا قدرۃ علیہ انتہی مافی التفسیر الکبیر باید دانست کہ روش و طرز بیان صاحب تقویۃ الایمان و نصیحت المسلمین مولوی خرم علی مرحوم در رد اشراک وابطال عقائد فاسدہ عوام ہمچو روش بیان مولانا شاہ عبدالعزیز، وصاحب تفسیر کبیر است چنانکہ بر ماہران کتب مذکورہ مخفی نخواہد بود و باز قیل وقال کردن بر صاحب تقویۃ الایمان و صاحب نصیحت المسلمین خالی از غباوت و جہالت نیست نعوذ باللہ من الغبی الغوی۔

واصل حدیث کہ معترض برفائدہ آن اعتراض بر مولوی اسماعیل دہلوی رحمہ اللہ کردہ است نوشتہ می شود عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار) روایت است از عائشہ رضی اللہ عنہا کہ آنحضرت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسجدلک البہائم والشجر سجدہ می کنند ترا چہار پایہا و درختان ''فنحن احق ان نسجدلک'' پس ما سزا دار تریم بآنکہ سجدہ کنیم مرترا'' فقال اعبدوا ربکم'' پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت گنید پروردگار خود را و اکرموا اخاکم گرامی و عزیز دارید برادر خود را عبادت ذات شریف خود داشت ولو کنت امرا احدان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تجسد لزوجہا الی اخرما فی المشکوۃ رواہ احمد۔

اور معترض نے صاحب تقویۃ الایمان مولانا اسماعیل شہید کی جس عبارت پر اعتراض کیا ہے وہ اس حدیث کا فائدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرماتھے ایک اونٹ نے آکر'' آپ کو سجدہ کیا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ چارے پائے جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہمارا زیادہ حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

وازین حدیث دو فائدہ مستفاد شد یکے آنکہ صحابہ کرام بفرط محبت اور زیادت تعظیم خواستند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سجدہ کنند، لیکن اجازت سجدہ کردن نداد کہ غیر مشروع بود زیرا کہ سجود از اقصیٰ مرتبہ تعظیم است برائے آنکہ اعلیٰ وجہ تعظیم ذاتی داشتہ باشد و آن مختص بذات پاک رب العالمین است

فائدہ دوم، آنکہ قیاس صحابہ بر قیاس سجدہ کردن بہالم و درخت نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و مقبول نہ شدہ کہ قیاس مع الفارق بود، زیرا کہ بہائم و درخت مکلف ہم چو جن وانس بر احکام شریعت انبیاء علیہم السلام نیستند، چہ سجدہ آنہا بتسخیر الٰہی می باشد، واین از مباحث شرعیہ خارجہ است بخلاف جن وانس کو بر احکام شرعیہ بواسطہ انبیاء علیہم السلام مسخر اند، کہ ازین چارہ نیست ایشان را و لہذا فرمود (اعبدوا ربکم) چہ عبادت مختص بہ پروردگار است۔

درروایت است در صحیح بخاری از حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ ''لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسی بن مریم وقولوا عبداللہ ورسولہ'' یعنی در مدح من مبالغہ از حد عبدیت زیادہ کمند چنانکہ مبالغہ حضرت عیسیٰ ابن مریم از حد عبدیت بمرتبہ الوہیت در مدارح کردہ شد و بگوید واعتقاد کنند بندہ او رسول او وازین معنے شیخ عبدالحق محدث دہلوی در رسالہ نہم زیر حدیث ''الدین النصحیۃ'' از جملہ مکتوبات خود می نویسند کہ جمیع مراتب کمالات صوری و معنوی در عبدہ ورسولہ مندرج است و عبودیت خاصہ و مخصوص ذات شریف اوست، کہ بندہ حقیقی جز او کس نتواند بود، خدا خدا است و بندہ بندہ او انتہی کلامہ مختصراً

جانوراوردرخت چونکہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں لہٰذاان کواس سے روکا نہیں جاسکتااورجن وانس چونکہ مکلف ہیں اور شریعت میں حکم ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے ، لہٰذاانسانوں کواس س یمنع فرمایاگیااس '' حدیث سے یہ بھی معلوم ہواکہ صحابہ کا درختوں اورجانوروں کے سجدہ پر قیاس کر کے خود سجدہ کرنا حضور کے نزدیک مقبول نہ ہوسکا کیونکہ یہ قیاس مع الفارق تھا ، لہٰذا آپ نے فرمایا :اپنے رب ہی کی عبادت کرواور میری عزت کرو ، بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا میری تعظیم میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا کہ ان کو عبدیت کے مقام سے نکال کرالوہیت کے مقام پر پہنچا دیا تم یہی کہتے رہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا ہے اس مرتبہ میں مجھ کو وہ مقام بخشا ہے جودوسرے لوگوں کو نصیب نہیں ہوامیں تمام بنی آدم کا سردارہوں فخریہ نہیں کہتا بلکہ حقیقت کا اظہار کرتا ہوں ۔''

ازین جافرمود '' واکرمواخاکم '' یعنے بسبب منصب رسالت ازصفات بشریت ممتاز بودہ بصفات الوہیت متصف نہ شدہ ام کہ مراعبادت کیند دسجدہ نمائید '' انا سید ولدادم ولافخر '' بدانید واکرام کیند وگرامی دارید واطلاق برادربجہت بنی آدم بودن '' وانا بشر مثلکم '' است وبزرگ وکلان ازلفظ اکرام وجملہ '' انا سید ولد آدم '' بوجہ حسن مستفاد گردید ، قالاللہ تعالیٰ (قد جائکم رسول اللہ من انفسکم ای من جنسکم عربی مثلکم انتہی) مافی البیضاوی قولہ (من انفسکم) وفی تفسیرہ وجوہ الاول یریدانہ بشر مثلکم کقولہ تعالیٰ (اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم) وقولہ انا بشرٌ مثلکم) والمقصودانہ لوکان من جنس الملائکۃ لصعب الامر بسبب علی الناس علی مامر تقریرہ فی سورۃ الانعام انتہی مافی التفسیر الکبیر مختصرا۔

دورسورہ فصلت می نویسد (قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی) وبیان ہذاالجواب کانہ یقول انی الااقدرعلی ان احملکم علی الایمان جبرام وقہراًفانی بشر مثلکم ولاامتیازبینی وبینکم الابجردان اللہ اوحی الی وما اوحی الیکم فانا ابلغ ہذا الوحی الیکم انتہی مافی التفسیر الکبیر ودر بیضاوی زیرآیت مذکورہ نوشتہ (قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الہ واحد) لست ملکا ولاجنیالایمکنہم التلقی منہ انتہی مافی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر۔

عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفراای مع جماعۃ من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ ای لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصحابہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجسدلک البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم ای بتخصیص السجدۃ لہ فانہ غایۃ العبودیۃ ونہایۃ العبادۃ واکرمواا کاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الطاعۃ الظاہر الباطنۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وما کان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادالی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین وایماء الی ما قلت لہم الاماامرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم واما سجدۃ البعیر فخرق للعادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالیٰ وامرہ فلامدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور واکرموا اخاکم ہو بشر مثلکم ومفرع من صلب ابیکم ادم اکرموہ اکرمہ اللہ واختارہ واوحی الیہ کقولہ تعالیٰ قلم انما انا بشر مثلکم یوحی الی انتہی مافی المرقاۃ شرح المشکوۃ للملاعلی القاری بقدر الحاجۃ۔''

قولہ انما انا بشر مثلکم یوحی الخ البشر یطلق علی الجماعۃ والواحد یعنی انہ منہم والمرادانہ مشارک للبشر فی اصل الخلقۃ ولوزادعلیہ بالمزایا التی اختص بہا فی ذاتہ وصفاتہ والحصرہنا مجازی لانہ یختص بالعلم الباطن ویسمی قصر قلب کانہ اتی بہ ردا '' علی من زعم ان من کان رسولا فانہ یعلم کل غیب حتی لایخفی علیہ المظلوم انتہی مافی فتح الباری وانما یعلمہ الانبیاء من الغیب ما اعلموا بہ بوجہ من وجوہ الوحی انتہی مافی العینی شرح البخاری مختصراً۔''

اگر معترض غافل نہاد سورہ اعراف ابتد بردامعان نظرتلاوت کردے این چنین خرافات وترہات بزبان نیاوردے زیراکہ خدائے تعالےٰ بنا برہمین بشریت دہم جنسیت وبنی آدم بودن حضرت ہودوحضرت صالح وحضرت شعیب علیہم السلام رابرادران کفار مشرکین ارشاد فرمود باوصفے کہ کفارو مشرکین نجس اند کماقال اللہ تعالیٰ (انما المشرکون نجس ۔ ۔ ۔ الایۃ) (والی عاد اخاہم ہودا ۔ ۔ ۔ الایۃ) پس درین صورت اگر صاحب تقویۃالایمان بر دزعم فاسد بسیارے ازجہلاکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رابمرتبہ الوہیت رسانیدہ اندوبعضے مختار کل درکارخانہ خدائی میدانند ، برادرکلان وبزرگ گفت چنانچہ تحقیقش بالاگذشتہ بوچہ گناہ وجرم شرعاً عائد شد ، بیان کند بدلیل شرع ازکتاب وسنت والا بمجرد اعتراض صورت مدعانمی بند دلان الدعوی لاتسمع الابالبینۃ

آخراے آہوئے مسکین کہ رمیدی ازما

چہ گناہ رفت وچہ کردیم وچہ وبدی ازما

صاحب تقویۃالایمان درہیچ مقامے نہ نوشتہ ، کہ بزرگان دین ودیگراہل تمکین درخصائل مذمومہ ہم چوچمار اند حاشا وکلاکہ شخص ادنی این چنین نمی گوید چہ جاکہ مولوی صاحب مرحوم این چنین گویند دبر دعوئے من کلام مولوی صاحب ممدوح در تقویۃالایمان جابجا شاہد عدل است ۔

اولاً کلام متنازع فیہ است کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا '' آہ برتفاوت درجات اشخاص مشعر است

ثالثاً درفائدہ آیت کریمہ قل لااملک لنفسی نفعاً ولاضراً می نگارند کہ '' اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سوان میں بڑائی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں ۔ '' آہ

رابعاً درضمن حدیث اعرابی می فرمانید سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواس کے دربارمیں یہ حالت ۔ '' آہ مشت نمونہ ازخروارے برائے افہام وتفہیم معترض نقل کردہ شد دومولوی صاحب مرحوم خوددر تقویۃالایمان بہ نسبت بے ادبی کنندگان شرعی می فرمانید کہ کسے این بیت گفتہ

غافل مزاج معترض کو سورہ الاعراف کی تلاوت بڑے غور سے کرنی چاہیے کہ خداوند تعالیٰ نے انبیاء کو مشرکین کا بھائی قرار دیا ہے حالانکہ قرآن کی نص کی روس یمشرک ناپاک ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا ۔ '' الایۃ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا ۔ '' الایۃ

پس اس صورت میں اگر مولانا شہید نے بہت سے جہلاء کے فاسد عقیدہ کی تردید میں جو کہ آپ کو خداوندی مقام پر پہنچا دیتے ہیں اور مختار کل جانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی لکھ دیا ہے تو شرعی لحاظ سے اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے اعتراض تو تب ہوسکتا کہ وہ یہ لکھتے کہ انبیاء ودیگر اہل تمکین اور بزرگان دین اپنے خصائل مذمومہ میں چماروں کی طرح ہیں ، کلا وحاشا کہ کوئی ادنیٰ آدمی بھی ایسا لکھے چہ جائے کہ مولانا صاحب مرحوم ایسا لکھتے ، چنانچہ میرے اس دعوے پر تقویۃالایمان ہی کی بہت سی عبارتیں گواہ ہیں 'بطور مشتے نمونہ ازضرورتین چار عبارتیں ملاحظہ فرمائیں ۔

اولاً اسی مقام پر غور فرمائیں کہ یہاں بڑا ہو یا چھوٹا درجات کے تفاوت کی اطلاع دے رہا ہے ۔

ثانیاً (قل لااملک لکم ضرا ولارشداً) کے تحت لکھتے ہیں کہ سب بڑوں کے بڑے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے ۔

''ثالثاً: آیت لاالملک لنفسی نفعاً ولاضراً'' کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اوراولیاء کواللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سوان میں بڑائی یہی ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔۔۔۔الخ

دل ازمہر محمد ریش واررم

رقابت باخدائے خویش وارم

وکسے این چنین می نویسد

باخدادیوانہ باش وبامحمد ہوشیا

دکسے این چنین می گوید کہ حقیقت محمدی الوہیت سے افضل ہے اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے پناہ میں رکھے کسی نے کیاخوب کہا ہے۔

ازخداخواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت ازفضل رب

انتہی مافی تقویۃالایمان مختصراً

طرفہ تماشا است ،کہ صاحب تقویۃالایمان سوءادبی کنندگان شریعت رابے ادب می نویسند، واین غافلان مولوی صاحب رابے ادب می گویند، حالانکہ مولوی صاحب مرحوم رسالہ دوورقہ بزبان عربی درجواب ازالہ وسوسہ وشبہات سید عبداللہ بغدادی، ودیگر موسوسین غافلین نوشتہ بودند، کہ دراں ہمہ اعتراضات والیہہ معترضین ومنکرین رابوجہ احسن دفع درفع کردہ اند، مگر غبادت وکج فہمی راعلاجے نیست چہ ہرگاہ پشینان ازراہ عداوت وغبادت درحق حضرت (قرآن مجید(ماذااراداللہ بہذامثلاً) گفتندوجواب ازرب الارباب چنین یافتند(یضل بہ کثیراویہدی بہ کثیراومایضل بہ الاالفاسقین۔۔۔الایۃ

پس چہ مجال مولوی صاحب کہ برگشتگان رابراہ راست آرندوایشان رابرجادہ سعادت بے کم وکاست گرارندجنداماقال

کسانے کہ ذین راہ برگشتہ اند

برفتند بسیارسرگشتہ اند

قول معترض حالانکہ جمیع انبیاء خواہش آہ بران یمست، ہم سلطان ازحدیث وقرآن ومن ادعی فعلیہ البیان بالباہان، پس ازین بخدمت علماء ماہراں متخلین بعدل وانصاف وماہران متخلین ازجوروا عتساف بمقتضائے منطوق لازم الوثوق (اعدلواہواقرب للتقویٰ)گذارش می کند، کہ درین اوراق صدق وفاق بغورتامل ونظربازندوبداب آداب علم وفضل خودشوروشغب وغیظ وغضب نہ سازندکہ موجب صلاح وفلاح گردد

حافظا علم وادب وررکہ درحضرت شاہ

ہرکرانیست ادب لائق خدمت نبود

ماعلینا الاالبلاغ۔وہوہدا

عجیب معاملہ ہے کہ مولاناشاہ اسماعیل صاحب توشریعت کی بے ادبی کرنے والوں کوبے ادب فرماتاہیں اوریہ لوگ مولانا ممدوح ہی کوبے ادب کہنےلگے،اب مولاناممدوح کے اس دوورقہ رسالہ کا مضمون'' نقل کیا جاتا ہے جوانہون نے سید عبداللہ بغدادی اوردوسرے معترضین کے جواب میں لکھاتھا۔علماء ئے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اس مضمون کو تعصب چھوڑکربغورملاحظہ فرمائیں پھران اعتراضات کی قلعی خودبخودان پر ''کھل جائے گی،اگرانصاف سے کام نہ لیاجائے توبہت سے منکرین نے توقرآن پربھی اعتراض کردیئےتھے ان کوجواب یہی ملاتھاکہ یضل بہ کثیراویہدی بہ کثیراومایضل بہ الاالفارقین۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد09ص229-250

محدث فتویٰ